فیوض الحرمین کے دو اُردو تراجم کا تقابلی جائزہ

A comparative overview of two Urdu translations of Fayyuz-ul-Herman.

ڈاکٹر حافظ محمد اسلم[1]

Abstract

Fayyuz-ul-Herman is the book of Shah Waliullah. In which he describes the circumstances of the two years he spent in Macca and Madina. This book is in Arabic and there are two translations in Urdu. The name of the first Translation is Saadat e Konin.The second translation's name is Mushahidat o Maaraf. This article has a comparative study of both the merits and the shortcomings are described.

KeyWords:*Fayyauz.ul.Herman,Waliullah,SaadaeKonin,Mushahidat,Macca,Madina*.

اس مقالہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سفر نامہ زیارت حرمین شریفین ،المسمی "فیوض الحرمین"جو عربی زبان میں لکھا ہوا ہے ،اس کے دو اردو تراجم کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔اس میں اصل متن کا تعارف اور دونوں تراجم کا تعارف کرایا ہے۔اس کے دونوں تراجم کی مشترکہ خوبیاں بھی بیان کی ہیں جبکہ ہر ایک کی منفردہ خصوصیات بھی واضح کی ہیں اور خاتمہ میں تحقیق کے نتائج اور مزید کام کرنے کی تجاویز دی ہیں۔

مقدمہ

موضوع کا تعارف:

اصل متن:نام اور وجہ تالیف:

یہ متن برصغیر کی انتہائی قدر آور شخصیت صاحب تصانیف کثیرہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۴۳ھ میں حجاز مقدس کا مبارک سفر کیا اور حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کیا، بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہوئے اور تقریباً دوسال تک حرمین شریفین میں قیام کر کے فیوض وبرکات کو سمیٹا ([2])اور انہیں عربی زبان میں قلم بند کیا اور اس کا نام "فیوض الحرمین" رکھا

---

[1] لیکچرار (جزوقتی) بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

[2] تاریخ مسلمانان پاک ہند، سید ہاشمی فرید آبادی (دائرہ معارف اسلامی، اشاعت دوم، ۱۹۸۹ء)، ۴۳۵/۲

جس میں اس سفر کی یادگاریں اور اس میں حاصل ہونے والے تقریباً ۴۷ مشاہدات اور روحانی مکاشفات کو ذکر کیا ہے۔

اس متن کا نام اور سبب تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے شروع میں خود اس طرح بیان فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

من أعظم نعم الله تعالى عليّ أن وفّقني لحج بيته وزيارة نبيه عليه افضل الصلوة والتسليم سنة ثلاث وأربعين والتى تليها من القرن الثانى عشر، وأعظم من هذا النعمة بكثير أن جعل الحج حج الشهود والمعرفة لاحج الحجب والنكرة وزيارة زيارة مبصرة لازيارة عمياء، فتلك نعمة أعظم عندى من جميع النعم، فأحببت أن أضبط أسرار تلک المشاهدة كما علمنى ربى تبارک وتعالى وكما استفدته عن روحانية نبينا صلى الله عليه وسلم تذكرة لى وتبصرة لاخوانى عسى أن يكون ذلک أدا ء لبعض ماوجب عليّ من شكرها وسميت الرسالة :بفيوض الحرمين ۔[1]

"مجھے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت یہ حاصل ہوئی ہے کہ اس نے مجھے ۱۱۴۳ھ کو اپنے گھر کے حج اور اپنے نبی (روضہ انور) کی زیارت کی توفیق عطا فرمائی۔ اور میرے لیے اس سے بھی کئی گنا بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے میرے اس حج کو مشاہدہ و معرفت کا سبب بننے والا بنایا نہ کہ حجاب و جہالت والا اور دربار رسالت کی زیارت وحاضری بھی آنکھ والوں کی طرح ہوئی نہ کہ نابینوں کی طرح تو میرے نزدیک سب نعمتوں سے بڑی نعمت یہی ہے ۔ سومیں نے چاہا کہ وہ مشاہدات ومعارف جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھائے ہیں، اور نبی اکرم ﷺ کی روحانیت مبارکہ سے جس طرح استفادہ کیا ہے ،اسے ضبط تحریر میں لاؤں تاکہ میرے لیے یادگار رہے اور میرے دیگر مسلمان بھائیوں کیلئے ہدایت ورہنمائی کا سبب بنے۔ اللہ

[1] فیوض الحرمین مع اردو ترجمہ سعادت کونین ،مترجم :ن،شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (نفیس پرنٹنگ پریس لجپت روڈ ،حیدر آباد، ۱۳۰۸ھ)، ص:٦

تعالی نے مجھ پر جو نعمت کی ہے شاید میرا یہ عمل اللہ تعالی کا شکریہ قرار پائے جو اس
نے مجھ پر کی۔ اور میں نے اس رسالہ کا نام "فیوض الحرمین" رکھا ہے۔"

کتاب کا متن بہت مفید اور انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس کا تعلق ایک پہلو سے ادب کے ساتھ ہے کیونکہ یہ ایک سفر نامہ ہے اور سفر نامہ (ادب الرحلات) ادبی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔

جب کہ دوسرے پہلو سے اس کا تعلق دین ومذہب کے اہم علوم "تصوف اور کلام" کے ساتھ ہے۔[1]

تراجم:

پہلا ترجمہ:

اشاعت اول:

یہ ترجمہ " فیوض الحرمین مع اردو ترجمہ سعادت کونین" کے نام سے مترجم کے نام کے بغیر ہی زیور طبع سے آراستہ ہے۔ یہ ترجمہ عربی متن کے ساتھ پہلی دفعہ ۱۳۰۸ھ میں شائع ہوا اور اس کے شائع کرنے والے سید ظہیر الدین عرف سید احمد صاحب ہیں جو کہ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے نواسے ہیں۔

اشاعت دوم:

اور دوسری بار یہ ترجمہ ڈاکٹر عبدالجبار عابد لغاری ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدر آباد، سندھ نے شائع کیا اور یہ ترجمہ اپریل ۲۰۰۷ھ میں طبع ہوا ہے۔

دوسرا ترجمہ:

" فیوض الحرمین اردو مشاہدات ومعارف " یہ ترجمہ عربی متن کے بغیر ۱۴۱۴ھ میں پہلی بار طبع ہوا۔ مترجم جناب پروفیسر محمد سرور جامعہ نگر دہلی ہیں۔

موضوع کی اہمیت

ترجمہ کی افادیت واہمیت اصل متن کی افادیت واہمیت کے ساتھ مربوط ہوتی ہے، کیونکہ ترجمہ کے اندر تو صرف متن کے اندر موجود افکار ومعانی کو ہی نقل کی جاتا ہے۔ تو جس حد تک اصل متن مفید ہو گا اسی حد تک اس کے ترجمہ کی بھی اہمیت افادیت ہو گی۔ تو جن تراجم کا اصل متن اہم اور مفید ہو گا، اس کے تراجم بھی اہم اور مفید ہو

[1] ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور، اشاعت اول، ۱۹۸۹ء)، ص: ۴۵۔۴۴

گے۔ ہمارے متعلقہ تراجم کا متن برصغیر کی انتہائی قدآور شخصیت صاحب تصانیف کثیرہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ علمی ومذہبی دنیا میں جن کا نام ہی دلیل وحجت کا درجہ رکھتا ہے۔

(۲) انشاء اللہ اس مقالہ کو پڑھنے سے مترجمین حضرات کو کئی جہتوں سے کسی متن کا ترجمہ کرنے میں مفید رہنمائی حاصل ہوگی۔

۳۔ اس مقالہ کے سبب شاید کوئی صاحب ذوق استطاعت ان تراجم کی نئے سرے سے بہتر طباعت واشاعت کیلئے کمر ہمت کس لے جس سے یہ تراجم مزید مفید صورت میں عوام کے ہاتھ میں پہنچ جائیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

اس مقالہ میں جن امور کا جائزہ لیا گیا ہے۔

مقالہ کا اسلوب بیان

ا۔ اس مقالہ میں سب سے پہلے تو متن اور دونوں تراجم کا تعارف کرایا گیا ہے۔

۲۔ دونوں تراجم کی خصوصیات اور امتیازات بیان کیے گئے ہیں۔

۳۔ تراجم کی نوعیت کو سمجھنے کیلئے اس اصل متن کے ساتھ دونوں تراجم کی مثالیں نقل کی گئی ہیں۔

۴۔ آخر میں تین مختلف جہتوں سے دونوں تراجم پر مزید کام کرنے کیلئے آراء وتجاویز پیش کی گئی ہیں۔

۵۔ آخر میں مصادر ومراجع کی فہرست دی گئی ہے۔

مقالہ کے بنیادی سوالات:

اس مختصر مقالہ میں مندرجہ ذیل امور کا جائزہ لیا گیا ہے:

1۔ ہر دو تراجم میں کس حد تک صاحب متن کے احساسات وجذبات اور مقاصد ومطالب کے ترجمہ وترجمانی کا حق ادا کیا گیا ہے

2۔ اور فن ترجمہ کے قواعد وضوابط کا کتنا لحاظ رکھا گیا ہے۔

3۔ اصل زبان اور ثانوی زبان کے اسلوب اور محاورہ کی کس قدر رعایت کی گئی ہے۔

در حقیقت دونوں ترجمہ کاروں نے اپنی اپنی بساط کے مطابق بھرپور کوشش کی ہے کہ وہ ماتن کی عبارت کے معانی ومطالب، اور افکار ونظریات کو عام وفہم کر کے پیش کریں۔ جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہوئے ہیں تاہم اس کو مزید بہتر اور آسان بنانے کی گنجائش موجود ہے۔

اور ایسے ہی فن ترجمہ اور ترجمانی کے ماہرین کو طبع آزمائی کرنے کیلئے بھی بہت کچھ مل سکتا ہے جس کی تفصیل مقالہ میں موجود ہے۔

صلب موضوع

صلب موضوع میں دونوں تراجم سے اصل متن کے ساتھ صرف دو مثالیں قارئین کے لیے پیش خدمت ہیں۔

جبکہ دونوں تراجم میں صلب موضوع کے تحت بہت سا مواد درج کیا جاسکتا ہے، لیکن طوالت کے خوف کے سبب صرف اسی قدر پر اکتفاء کیا گیا ہے اسی لیے کہ دونوں تراجم کا مزاج اور اسلوب سمجھنے کیلئے دو مثالیں ہی کافی ہیں۔

دونوں تراجم سے دو مثالیں

دونوں تراجم کا عمومی مزاج سمجھنے کیلئے چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

پہلی مثال:

حضرت شاہ صاحب، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس کی حاضری کے وقت حاصل ہونے والے مشاہدات کے بارے فرماتے ہیں:

عربی متن:

غاب عنى الهيكل المثالى وتجلى حقيقة روحه صلى الله عليه وسلم متجردة عن الألبسة التى كانت لبسها حتى بعض أجزاء النسمة، ووجدتُها حينئذ كما كنتُ وجدتُ بعض أرواح الأولياء المتقدمين جداً فتحت من روحى صورة متجردة على شاكلتها وشاهدتُ من الانجذاب والشموخ مالا يقدر اللسان على وصفه۔[1]

پہلا ترجمہ:

"غائب ہو گئی مجھ سے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھ پر حقیقت روح مبارک رسول اللہ ﷺ کے پاک اور مجرد ان لباسوں سے جو پہنے تھے یہاں تک کہ بعض اجزاء

---

[1] فیوض الحرمین مع اردو ترجمہ سعادت کونین، ص:۵۳

نسمہ بھی، اور میں نے اس وقت پایا اس کو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء متقدمین کو پھر میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اس کی شکل کی، اور میں نے مشاہدہ کیا انجذاب وبلندی کو اس قدر کہ زبان اس کی پر قادر نہیں۔"

دوسرا ترجمہ :

"میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی مثالی صورت میرے سامنے سے غائب ہو گئی اور اسکی بجائے آپ کی روح کی حقیقت ان تمام لباسوں سے جو اس نے پہن رکھے تھے، یہاں تک کہ نسمے کے بعض اجزاء سے بھی منزہ اور مجرد ہو کر میرے سامنے تجلی پذیر ہوئی۔ اس وقت میں نے آپ ﷺ کی روح کو اس طرح پایا، جس طرح میں نے بعض اولیاء متقدمین کی ارواح کو دیکھا تھا اور اس کے بعد میری روح سے آپ ﷺ کی روح مبارکہ سے ملتی جلتی ایک مجرد صورت ظاہر ہوئی۔ اور اس وقت میں نے اس قدر جذب وشوق، اور رفعت وبلندی کا مشاہدہ کیا کہ زبان اس کو بیان نہیں کر سکتی۔"[1]

دوسری مثال:

شعائر اللہ کی حقیقت کے بارے دیکھے گئے انوار وتجلیات کے متعلق شاہ صاحب فرماتے ہیں

عربی متن:

رأيت لكل من شعائر الله نوراً يعلوه فطنت بحقيقة انما حقيقة النور مناسبة الشئى بالروحانيات وهئة راسخة فيه هى من أثر الروحانيات فيدرك الانسان من هذه الهئة بحاسة روحه ادراكا انطباعا بأن ينشرح وينفسح ويزداد مناسبة بالروحانيات- والناس اذا توجهوا الى شعائر الله صاروا أحزابا -فحزب انما ينفخ بنيتها وعزيمتها حيث فعلو ا هذا الفعل لله باعتقاد ان هذا من شعائر الله ،وحزب تنفتح حدقه من أحداق روحها فتحسر بالنور

---

[1] فیوض الحرمین مع اردوترجمہ مشاہدات ومعارف ،مترجم:پروفیسر محمد سرور (مطبوعہ دارالاشاعت ،اُردو بازار ،کراچی ،۱۴۱۴ھ)،ص:۱۵۷

فتغلب قوته الملكئة علی البھیمئة ، وحزب تمعن فی ھذا النور فتدرک تد لی الذی ھو أصل ھذہ الشعائر فبھتہ امرہ-"[1]

پہلا ترجمہ :

"میں نے دیکھا کہ اللہ تعالی کا ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور میں نے دریافت کی حقیقت اسکی عبادت بیشک حقیقت نور کی مناسبت شئ کی روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ ہے اس میں جو روحانیات کی تاثیر سے ہے۔اس ہیئت سے انسان ادراک کرلیتاہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی اس طرح سے کہ خوش ہو جاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے روحانیات سے اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہیں تو گروہیں بن جاتے ہیں۔ایک وہ گروہ ہے کہ اپنی نیت اور عزیمت کے سبب نفع پائے۔یعنی جو کام کرے،اللہ کے واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے۔ایک وہ گروہ ہے کہ اس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے۔پس وہ نور سے معلوم کرتا ہے اسکی قوت ملکیہ غالب آجاتی ہے قوت بہیمہ پر۔ایک وہ گروہ ہے جو اس نور میں غور کرے اور ادراک کرے وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہو جائے۔"

دوسرا ترجمہ :

"اللہ تعالی کی طرف سے لوگوں کیلئے جو شعائر اللہ مقرر کیے گئے ہیں، میں نے دیکھا کہ ان سے نور کی لپٹیں نکل رہی ہیں۔اس سے میں ان شعائر کی حقیقت سمجھ گیا ۔بات دراصل یہ ہے کہ روحانی امور کو سب سے زیادہ مناسبت اگر کسی چیز سے ہے تو وہ نور ہے۔چنانچہ اسی روحانیت ہی کا اثر ہے کہ ان شعائر میں نور کی ہیئت راسخ ہو گئی

---

[1]فیوض الحرمین مع اردو ترجمہ سعادت کونین، ص:۱۵

ہے۔ انسان ان شعائر کے نور کا اپنے روحانی حاسہ سے ادراک بھی کر سکتا ہے۔ اور اس ادراک کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ یہ ادراک روح کے اندر نقش ہو جاتا ہے۔ اور اس سے انسان کے اندر انشراح پیدا ہوتا ہے اور اس کے دل میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور روحانیت سے اس کی مناسبت اور بڑھ جاتی ہے۔"

نیز شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہیں تو اس سلسلہ میں ان کے یہ یہ گروہ بن جاتے ہیں۔ ایک گروہ شعائر اللہ کے حقوق ادا کرنے میں صرف اپنی نیت کا اجر پاتا ہے اور وہ اس طرح کہ یہ گروہ سمجھتا ہے کہ یہ شعائر اللہ تعالی کے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اور چونکہ اس کا حکم ہے کہ ان کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ چنانچہ وہ اس کا حکم سمجھ کر ان شعائر کے حقوق بجالاتے ہیں۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوتا ہے، جن کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہیں۔ا ور وہ اپنے روحانی حاسہ سے شعائر اللہ کا نور محسوس کرتے ہیں۔ اور اسکی وجہ سے انکی بہیمی قوتوں پر ملکی قوتیں غالب آجاتی ہیں۔ اور تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو شعائر اللہ کے نور میں بالکل ڈوب جاتے ہیں۔ اور اس حالت میں جب وہ غور وخوض کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالی کی اس تدلی کا جو ان شعائر کی اصل ہے ادراک کر لیتے ہیں اور اس سے وہ حیرت زدہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔

خصوصیات اور امتیازات:

پہلے ترجمہ کی خصوصیات:

سبقت کی فضیلت :

1۔پہلے ترجمہ کو سب سے بڑی خصوصیت جو حاصل ہے وہ سبقت کی فضیلت ہے یعنی سب سے پہلے وجود میں آنا۔اس سے ایک کام کی داغ بیل پڑی، کیونکہ کسی کتاب کو پہلی بار کسی دوسری زبان میں ڈھالنا یقیناً ایک مشکل کام ہوتا ہے اور وہ کام بلاشبہ بعد میں ہونے والے کاموں کیلئے معاون ہوتا ہے ۔اور سبقت کی دلیل پروفیسر محمد سرور صاحب کا درج ذیل قول ہے:

"اردو ترجمہ میں کتاب کا جو نسخہ خاکسار مترجم کے پیش نظر رہا وہ ۱۳۰۸ھ کا چھپا ہوا ہے اس کے شائع کرنے والے سید ظہیر الدین عرف سید احمد صاحب ہیں جو کہ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے نواسے ہیں۔

اس عربی متن کے ساتھ ساتھ اردو ترجمہ بھی ہے بد قسمتی سے مجھے اردو ترجمہ سے کوئی زیادہ مدد نہ مل سکی، کیونکہ اس کا سمجھنا میرے لیے عربی متن سے کم مشکل نہ تھا۔فیوض الحرمین کا عربی متن بہت صحیح چھپا ہوا ہے۔اور واقعہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے کتاب کے مطالب کو حل کرنے میں بڑی مدد ملی۔[1]

۲۔اصل متن کے ساتھ چھپا ہوا ہونا

اس ترجمہ کی دوسری خصوصیت اصل متن کے ساتھ چھپا ہوا ہونا ہے جس سے قاری ترجمہ کے ساتھ ساتھ متن پر بھی نظر ڈال سکتا ہے،اور ترجمہ کی خوبی وخامی کا آسانی سے اندازہ لگا سکتا ہے۔

۳۔الترجمہ الحرفیہ

اس ترجمہ کا عمومی مزاج حرفی ترجمہ کا ہے جس میں Source Language یعنی اصل زبان کے لغوی نظام کا لحاظ رکھتے ہوئے حرف بحرف ترجمہ کیا جاتا ہے۔اور Target Language یعنی ثانوی زبان کے لغوی نظام کا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے جس طرح مثالوں سے واضح کیا جائے گا۔

دوسرے ترجمہ کی خصوصیات

ا۔مفصل فہرست

اس ترجمہ کے شروع میں مضامین کی تفصیلی فہرست موجود ہے جو کہ متن کے اہم مشاہدات اور موضوعات تک بآسانی پہنچنے کیلئے ممدو معاون ہے۔

۲۔پیش لفظ

کتاب کے شروع میں فاضل مترجم نے پیش لفظ کا عنوان قائم کرکے "ماتن"یعنی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مختصر حالات زندگی بیان کیے،اور اس وقت کی معاشرتی وسیاسی صورتحال پر روشنی ڈالی ہے جس سے فیوض الحرمین میں وارد مشاہدات ومکاشفات کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔

۳۔مقدمہ

جناب مترجم نے اصل متن کا ترجمہ شروع کرنے سے پہلے ایک مفصل مقدمہ لکھا ہے جس میں انہوں نے متن میں وارد اہم مسائل کو مزید آسان انداز والفاظ میں پیش کیا ہے۔جس سے کتاب پڑھنے کا مزید شوق بڑھتا

---

[1] فیوض الحرمین مع اردو ترجمہ مشاہدات ومعارف، ص:۴

ہے۔اور اسکی اہمیت کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے۔اور وہ ایک لحاظ سے کتاب کے خلاصہ کا درجہ بھی رکھتا ہے۔جس سے کتاب کے مشمولات کو سمجھنے میں قاری کو آسانی میسر ہوتی ہے۔

۴۔الترجمة الشارحةأو التفسيرية

دوسرے ترجمہ کا عمومی مزاج الترجمہ الشارحۃ أو التفسیریہ یعنی وہ ترجمہ کہ جس میں Source Language کے المنقول عنہا کے لغوی نظام کی بجائے Target Language المنقول الیہا کے لغوی نظام کا لحاظ رکھتے ہوئے سلیس بامحاورہ ترجمہ کیا جاتا ہے،اور اس کے مزید یہ کہ بقدر ضرورت بغرض شرح وتفسیر اپنے پاس سے اضافی الفاظ بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں۔اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے اندر جو مشاہدات ضبط تحریر میں لائے ہیں وہ کل 47 مشاہدے ہیں جن میں انہوں نے مابعد الطبعیات وکونیات ،الٰہیات واسلامیات،تصوف وحکمت اور سیاست ومعاشرت کے کثیر مباحث کے بارے روحانی وباطنی مشاہدات ومکاشفات بیان کیے ہیں،مثلاً وجود باری تعالی کی معرفت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں: تمام اولاد آدم کے دل کی گہرائیوں میں،اور اسکی اصل بناوٹ میں،اور اس کے جوہر نفس کے اندر اللہ تعالی کی معرفت اور اس کو جاننے کی استعداد رکھی گئی ہے۔لیکن انسانوں کی اس استعداد کے اوپر پردے پڑ جاتے ہیں تو جو انبیاء اور مصلحین بھیجے جاتے ہیں ان کا اصل کام انسانوں کی اسی فطری استعداد سے پردے ہٹانا ہوتا ہے۔

خاتمہ

آخر میں ہم دونوں تراجم پر مزید کام کرنے کے مختلف پہلوؤں اور جہتوں کی نشاندہی کرتے ہوئے آراء وتجاویز پیش کرتے ہیں۔

اگر دونوں تراجم کو دیکھا جائے تو ایک بادی النظر کا حامل شخص بھی یہ دیکھ سکتا ہے کہ دونوں تراجم میں عربی اور فارسی کی پوری پوری تراکیب اور جملے موجود ہیں جو کہ فن ترجمہ کے خلاف ہے۔اور اس کے علاوہ بھی دو نوں تراجم میں کئی جہتوں سے مزید بہتری لانے کی بہت گنجائش اور ضرورت ہے۔جس کو ہر ایک ترجمہ کے حوالہ سے الگ عنوان سے بیان کیا جاتا ہے۔

پہلے ترجمہ پر کام کرنے کی ضرورت

۱۔اس کے شروع یا آخر میں موضوعات کی فہرست کا اضافہ ازحد ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر کتاب کو دیکھ کر گبھراجاتاہے کہ مقصود ومدعا کی تلاش میں شاید اس کو ساری کتاب پڑھنی پڑجائے۔

۲۔اس کو سلیس اور بامحاورہ بناکر اسکی افادیت کو بڑھایا جاسکتاہے جسکی اشد ضرورت ہے ،اس لیے کہ بہت سے مقامات ایسے ہیں جہاں موجودہ مطبوعہ ترجمہ قاری کو پڑھنے میں سخت دشواری کا سامنا ہوتاہے، جبکہ بہت سارے مقامات پر معنی ومفہوم اور مصنف کے مقصود ومدعا تک رسائی بھی ناممکن ہے۔

۳۔علامات ترقیم یعنی رموز او قاف کا صحیح استعمال یعنی کہاں فل کامہ ،اور کہاں ہاف کامہ پڑنا چاہیے، اور ایسے ہی دیگر رموزاوقاف،اور پیرابندی کرنے پر بھی کام باقی ہے جو کہ محققین کا منتظر ہے۔

۴۔بہت سی عربی تراکیب اور عبارات جو کہ پوری کی پوری اردو ترجمہ میں بغیر ترجمہ کے موجود ہیں جن کی وجہ سے عوام کے علاوہ خواص کیلئے بھی ان کا سمجھنا مشکل ہے۔

۴۔کتاب کے اندر موجود سرخیاں عنوانات بغیر ترجمہ کے جیسے عربی متن میں موجود ہیں ایسے ہی اردو ترجمہ لکھ دیا گیا ہے۔اگرچہ پوری کتاب کا یہی اسلوب ہے صرف چند مثالیں بطور نمونہ پیش خدمت ہیں :مشھد آخر ص۸،معرفۃ عظیمہ ، تحقیق شریف ص۹ زیادۃ ایضاح ،ص:۱۱،مشہد عظیم و تحقیق شریف ،ص:۱۵ وغیرہ،ان عنوانات کی جاذب نظر سرخیاں اور پرکشش عنوانات دیناضروری ہے تاکہ قاری کو عنوان دیکھنے ساتھ ہی اسے پڑھنے کا شوق پیدا ہو اور وہ اسکو پڑھے بغیر نہ رہ سکے۔

دوسرے ترجمہ پر کام کرنے کی ضرورت:

دوسرا ترجمہ بہت اچھاہے اور بہت سی خوبیوں کا حامل ہے لیکن اس کے باوجود اس پہ بعض جہتوں سے مزید کام کیاجاسکتاہے۔

۱۔فاضل مترجم نے مشاہدات کی تعداد مثلاً پہلا مشاہدہ،دوسرامشاہدہ اسی طرح آخر تک مشاہدات تو گنوادیئے مگر ان کے عنوانات مثلاً شعائر اللہ کے بیان میں ،منصب رسالت ،ابتداء خلق وغیرہ نہیں باندھے،اس سے قاری کو دشواری کا سامنا کرنا پڑتاہے اور اپنا مطلوبہ عنوان تلاش کرنا مشکل ہوتاہے۔اگر مشاہدات کے عنوانات بیان کردیئے جائیں تو قاری کیلئے اپنا مطلوب عنوان تلاش کرنا بہت آسان ہوجائے گا۔

۲۔اگر ترجمہ متن کے ساتھ ہو تو پھر کافی حد تک متن کی عبارت کا خیال رکھتے ہوئے ترجمہ کرنا پڑتا ہے جس سے بسا اوقات جملہ بندی اور پیرا بندی میں پریشانی کا سامنا ہو سکتا ہے۔جناب سرور صاحب کا ترجمہ چونکہ عربی متن کے بغیر چھپا ہوا ہے اس وجہ سے اس کو مزید آسان پیرایہ اور اردو اسلوب میں ڈھالا جاسکتا ہے۔اردو ادب سے تعلق رکھنے والے محققین اس کو پڑھ کر بآسانی اندازہ لگاسکتے ہیں۔